السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

جب مقتدی نماز کےلئے مسجد میں آئے اورمام رکوع کی حالت میں ہو توکیا وہ تکبیر تحریمہ کہے یا تکبیر کہہ کر رکوع میں چلاجائے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

زیادہ افضل اور محتاط بات یہ ہے کہ وہ دو تکبیریں کہے ۔ ایک تکبیر تحریمہ جوکہ نماز کا رکن ہے اوراس تکبیر کو کھڑے ہو کر کہنا ضروری ہے اور دوسری تکبیر رکوع

کےلئے اس وقت کہے جب وہ رکوع کےلئے جھک رہا ہو اوراگر رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو علماء کے صحیح قول کے مطابق تکبیر تحریمہ ہی کافی ہوگی کیونکہ دونوں عبادتیں بیک وقت جمع ہوگئی ہیں ، لہذا بڑی عبادت چھوٹی سے کفایت کرے گی۔ اکثر علماء کے بزدیک رکعت بھی صحیح ہوگی کیونکہ امام بخاریؒ نے ''صحیح ''میں حضرت ابو بکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ حالت رکوع میں تھے تو انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع شروع کرلیا اوراسی طرح رکوع میں صف میں شامل ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا '' اللہ تعالی تمہارے شوق میں اضافہ فرمائے دوبارہ ایسا نہ کرنا ۔ ''یعنی دوبارہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع نہ کرنا بلکہ مسجد میں داخل ہونے والے کو چاہیئے کہ وہ صف کے ساتھ مل کر رکوع کرے آپؐ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا ، جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعت ہوگئی ۔ (1) ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے ۔ جو علماء مقتدی کےلئے سورہ فاتحہ فرضیت کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اس حدیث کی صحیح توجیہ یہی ہے ۔

---

(1) وضاحت : سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ تعالی نے اپنے مذکورہ فتوی میں فرمایا ہے کہ ''آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا ، جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعت ہوگئی ۔ ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے ۔ ''

جو لوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل نہیں ان کی تو بات ہی چھوڑیئے لیکن جو لوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک تو فاتحہ کے بغیر نماز درست ہی نہیں ہوتی اور وعقلی ونقلی دلائل سے ترجیح بھی اسی بات کو ہے کہ ایسے شخص کی رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ اس کو وہ رکعت پڑھنی پڑے گی جس میں اس نے فاتحہ نہیں پڑھی ۔ اس کے کئی وجوہ ہیں ۔

(۱) سورۃ فاتحہ ، امام وماموم اور ہر ایک نمازی پر واجب ہے چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر ، نماز سری ہو یا جہری ، جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس طرح باب باندھا ہے '' باب وجوب القراۃ للامام والماموم فی الصلوات کلہا فی الحضر والسفر ومایجہر فیہا ومایخافت ''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان ۔ باب ۹۵ ص ۱۰ ۔ مطبوعہ ادارالسلام = للنشر والتوزیع الریاض سعودی عرب)

(۲) عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالی عنہ قال : قال رسول اللہ صص لاصلوۃ لمن لم یقرا بام القرآن (متفق علیہ) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے ، تو کیا جو شخص ایک رکعت میں تو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اور باقی نماز میں پڑھ لے اس کی نماز ہوجائے گی ؟ اس کا جواب ہے ''نہیں ہوگی '' کیونکہ سورہ فاتح نماز کا رکن ہے جب رکن کسی بھی جگہ ساقط ہوگا نماز ناقص ہوگی اور یہی بات صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے جو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں ''من صلی صلوۃ لم یقرا فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثا غیر تمام ''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ، وہ پوری ہی نہیں ، بعینہ اسی طرح جس طرح ایک حاملہ اونٹنی وقت سے کچھ ماہ قبل اپنا ناقص الخلقت بچہ گرادے اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس طرح کا بچہ کسی بھی کام کا نہیں ہوتا تو جو شخص ایک رکعت میں سورہ تاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی کم ازکم وہ ایک رکعت تو ناقص ہی ہوگی اور یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ کسی شخص کی ایک رکعت تو ناقص اور غیر مکمل ہو جبکہ باقی نماز مکمل ہو! پھر یہ بھی بات ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا '' اللہ تعالی نے فرمایا میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز آدھی آدھی تقسیم کردی ہے ۔ الخ ۔ پھر آپ ﷺ نے جب تقسیم بیان فرمائی ہے تو وہ فاتحۃ الکتاب کی تقسیم ہے ۔ اب اگر کوئی شخص ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس شخص کی کم ازکم وہ ایک کعت تو اس تقسیم انعام سے محروم اور خالی ہے ۔ پھر وہ حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہیئے جس کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح ''میں اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن ''میں بیان فرمایا ہے ، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں '' لاتجزي صلاۃ لایقرفیہا بفاتحۃ الکتاب '' اس حدیث کے الفاظ اپنے اس مفہوم میں قطعی طور پر واضح ہیں کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور نہ اس کی نماز اس کو کفایت کرے گی کیونکہ '' لاتجزي '' کا معنی ہی یہ ہے کہ '' لا تکفی ولا تصح '' اس لئے جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی کم ازکم وہ رکعت تو صحیح نہ رہی ۔ اب اس رکعت کو صحیح کرنے کےلئے ضروری ہے کہ وہ رکعت سورہ فاتحہ سمیت پھر پڑھی جائے ۔

(۴) حدیث '' لاصلوۃ ''میں '' لا '' نفی جنس کا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت ہی سرے سے '' جنس نماز '' سے نہیں ہے ۔ اب اگر کوئی شخص نماز ظہر ، عصر یا عشاء کی پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوتا ہے تو اس کے اس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے یہ پہلی رکعت تو '' جنس نماز '' میں شمار ہی نہیں ہوگی ۔ اسی طرح نماز مغرب اور نماز صبح کا حال ہوگا ۔

(۵) تندرست آدمی کےلئے قیام شرط ہے ، یعنی اگر کوئی آدمی طاقت رکھنے کے باوجود فرض نماز کے قیام کا تارک ہے تو اس کی نماز بھی ازروئے شریعت درست نہیں ہے کیونکہ جس طرح رکوع یا سجدے کے تارک کی نماز

درست نہیں ہوسکتی اسی طرح قیام نہ کرنے والے تخص کی نماز بھی درست نہیں ہوسکتی ۔ مدرک رکوع کی رکعت کو جائز قرار دینے کے لئے یہ کہنا کہ ''ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہااور وہ قیام ہے ۔''''جس طرح کہ فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ تعالی نے موقف اختیار فرمایا ہے) ''اس سے اولی واحوط یہ ہے کہ یہ بات کہی جائے چونکہ اس شخص = کا قیام اور سورۃ فاتحہ یعنی دو رکن رہ گئے ہیں لہذا اس کو یہ رکعت دوبارہ پڑھنی چاہیئے ۔

(٦) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ''لاتعد 'کی بھی تین وجھیں ہوسکتی ہیں ایک تو وہی جو کہ عامہ محدثین نے بیان کی ہیں لاتعد یعنی آئندہ ایسا نہ کرنا ۔ دوسری یہ کہ لاتعد یعنی تو نماز نہ دہرا (تیری نماز درست ہوئی) تیسری یہ توجیہ بھی ہوسکتی ہے کہ ''لاتعد ''یعنی دوڑکر نہ آیا کر ۔ جب یہ تینوں احتمال موجود ہیں تو پھر دلائل قویہ کو پس پشت کیوں ڈالا جائے ؟

(٧) ایک بات یہ بھی ہے کہ جب یہ معلوم امر ہے کہ نماز میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے تو جس رکعت میں یہ نہیں پڑھی جائے گی اس جگہ سے تو فرض ''ساقط ''ہوگیا اب وہ نماز کیونکر پوری اور درست قرار دی جاسکتی ہے جس کی ایک رکعت میں نہ تو قیام شرعی کیا گیا ہو اور نہ سورہ فاتحہ پڑھی گئی ہو نیز ایسی نماز (صلوا کمارایتمونی اصلی) کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے ۔

(٨) رسول اللہ ﷺ کا ایک معروف حکم ہے کہ

''صل ماادرکت واقض ماسبقک ''یعنی جو نماز تو امام کے ساتھ پالے وہ پڑھ لے اور جس سے تو مسبوق ہوجائے اس کی قضا دے ، تو جو شخص ایک رکعت کا قیام نہیں پاسکا ظاہر ہے کہ یہ شخص پہلی رکعت کے قیام سے مسبوق ہوچکا ہے لہذا یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے حکم ''واقض ماسبقک ''کا شرعا مامور ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کا اس کے علاوہ دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایسا شخص وہ رکعت دوبارہ پڑھے جس کا قیام یہ شخص نہیں پاسکا ۔

(٩) رسول اللہ ﷺ سے یہ حکم بھی صراحتا موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

«من وجدنی قائما اوراکعا اوساجدا فلیکن معی علی الحال التی انا علیھا» (سنن سعید بن منصور من روایۃ عبدالعزیز بن رفیع عن اناس من اہل المدینۃ بحوالہ فتح الباری مع صحیح بخاری کتاب الاذان ج ٢- ص ٢٦٩ ط : السلفیۃ) اس حدیث کا تو مطلب بھی یہی ہے کہ کسی مقتدی کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ امام کی مخالفت کرے یعنی امام تو رکوع میں ہو اور مقتدی قیام کررہا ہو یہ درست نہیں ہے ۔

(١٠) اللہ تعالی نے قرآن مقدس کے اس حکم کے ذریعے کہ

''وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ''ہمیں اس بات کا پابند کردیا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ ہمیں دیں ہم وہ لے لیں ، تو اس حکم الہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم یہ سوچیں بھی نہ کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت ، رکعت بھی شمار ہوسکتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو کوئی ایسی نماز دی ہی نہیں ہے جس میں کوئی رکعت قیام اور سورہ فاتحہ سے خالی ہو ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مقالات وفتاویٰ

ص226

محدث فتویٰ